

صلیب و ہلال کی زرمگاہ



تبرصہ۔۔۔ یہ کیا مورہا ہے۔۔۔؟

جن دنوں برطانوی تسلط کے خلاف عوام کی جدوجہد شروع ہوئی۔ قبرصی عیسائیوں میں اینوسس (ENOSIS) کی تحریک شروع ہو گئی۔ اینوسس کا لغوی مطلب "اتحاد" ہے۔ ہارج ہل کے بیان کے مطابق "اینوسس درحقیقت بازنطینی سلطنت کے احیاء کی تحریک ہے۔ قبرصی خواہ اس کا یونان سے کوئی خونی یا نسلی رشتہ نہ ہو لیکن اگر وہ کیتھولک مسیحی ہے تو وہ اپنے آپ کو یونانی ہی تصور کرتا ہے۔" اس تحریک کا مطالبہ تھا کہ قبرص کا یونان سے الحاق ہونا چاہیے تاکہ عظیم بازنطینی سلطنت زندہ ہو سکے۔

اینوسس کے حامیوں کے دلائل میں سب سے بڑی دلیل یونان اور قبرص کا دیومالائی رشتہ ہے۔ کیونکہ یونان کی قدیم دیومالائیں قبرص کا ذکر موجود ہے۔ لیکن اہل تحقیق اس رشتے کو درست خیال نہیں کرتے۔ ہارج ہل نے لکھا ہے کہ اینوسس کے حامیوں نے قبرص کو یونان سے منسلک کرنے کے لئے ایلید (۱۷۱۸۵) کی قدیم کہانیوں میں روو بدل کیا ہے۔ تاکہ اس کی منقہ ثقافت سے وابستگی کو ختم کیا جاسکے۔

یہ تحریک بعد میں تشدد پسندی میں تبدیل ہو گئی اور ایک دہشت پسند تنظیم ایوکا (ΕΟΚΑ) قائم ہو گئی۔ اس تحریک میں کیتھولک عیسائی شامل ہیں اور دہشت پسندانہ سرگرمیاں جاری ہیں۔ اس کی سرگرمیوں کا باقاعدہ آغاز ۱۹۵۰ء سے ہو گیا تھا۔ یونان نے جنرل گریناس کے ذریعے اس کی تائید کی اور کئی مذہبی تنظیموں نے اس دہشت پسندی کو مذہبی حمایت دیا کی۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو میکاریوس کو آرٹھوڈوکس کلیسا کا اسقف بنایا گیا تو اس نے مندرجہ ذیل

ملف اٹھایا :

"میں مقدس ملف اٹھاتا ہوں کہ میں قومی آزادی کے لئے زندگی وقف کر دوں گا

اور پوری زندگی استقامت سے کوشش کروں گا کہ قبرص کا الحاق یونان سے ہو جائے۔“

میکاریوس جو یہ حلف اٹھا کہ قبرصی عیسائیوں کا نمائندہ بن گیا تو اس نے قبرصی مسلمانوں کیلئے زندگی تنگ کر دی۔ وہ ایک غریب گڈرینے کا بیٹا ہے۔ بچپن ہی سے خود سر اور کوشش تھا۔ جب اسے فکریات کی ایک خانقاہ میں داخل کیا گیا تو وہاں کے پادری نے اسے ڈاڑھی بڑھا لینے کو کہا۔ میکاریوس نے صاف انکار کر دیا۔ پادری نے سزا دی تاہم وہ مار کھاتا رہا۔ اور ہر ضرب پر نہیں ہنس کہتا رہا۔ پادری جب ناکام ہو گیا تو اس نے میکاریوس کو خانقاہ چھوڑ دینے کا حکم دیدیا۔ میکاریوس چچکے سے باہر نکلنے لگا۔ لیکن پادری نے اس کی ہسٹ دھری کے سامنے ہتھیار ڈال دئے اور واپس بلا لیا۔ اس امر سے میکاریوس کی اناہیت مطمئن ہو گئی اور پادری کے سامنے سر جھکا دیا اور ڈاڑھی چھوڑ دی۔

خانقاہ میں مذہبی تعلیم پانے کے بعد وہ ایجنٹز یونیورسٹی میں داخل ہوا۔ ملک پر نازی قبضہ یعنی ۱۹۴۶ء تک وہیں رہا۔ بعد ازاں یونیورسٹی سے دینیات میں ایم اے کی ڈگری لی اس سارے عرصے میں عملی سیاست سے دور محنتی طالب علم کے طور پر زندگی گزارا رہا۔ ۳۵ سال کی عمر میں بشپ اور پھر دو سال کے بعد لارڈ بشپ، مقرر ہوا۔ پھر قبرص کا ایجنٹز یعنی سربراہ کلیسا، پولیٹیکل ایجنٹ اور ٹیکس کلکٹر بن گیا۔ میکاریوس کی صورت میں برطانیہ کو ایک اچھا مددگار مل گیا تھا۔ لیکن جلد ہی برطانیہ کی امیدوں پر پانی پھر گیا جب اس نے ”ایوکا“ کی سرگرمیوں کی اخلاقی امداد شروع کر دی۔

۱۹۵۵ء میں برطانوی حکومت سے قبرص میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا۔ مارچ ۱۹۵۶ء میں میکاریوس کو گرفتار کر لیا گیا اور جبراً اتر سیشلز میں جلاوطن کر دیا گیا۔ میکاریوس کی گرفتاری پر ”ایوکا“ کی دہشت گردی عروج پر پہنچ گئی۔ جو دیر سے میں برطانیہ کے تیس ہزار فوجی مقیم تھے۔ ”ایوکا“ نے ان سپاہیوں کا ناک میں دم کر دیا۔ برطانوی سپاہیوں اور ان کے اہل خانہ کو موت کے گھات اتارنے لگے۔ برطانیہ نواز قبرصیوں کی فہرست تیار کرتے اور انہیں ٹھکانے لگا دیتے۔ یہ دہشت گردی اور سول نافرمانی اس وقت تک جاری رہی جب تک میکاریوس کو جلاوطنی سے واپس نہ بلا لیا۔

”ایوکا“ نے قبرصی مسلمانوں کے لئے عجیب صورت حال پیدا کر دی۔ مسلمانوں کو ایک طرف برطانیہ دبا رہا تھا اور دوسری طرف انہیں یونانی قبرصیوں کا نشانہ مشق بنایا۔ ۱۹۵۵ء - ۱۹۵۸ء

میں مسلم ترک اقلیت پر شدید مظالم ڈھائے گئے۔ اور مسلمان لیڈر ڈاکٹر فاضل کو چمک نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔

چنانچہ ۱۹۵۹ء میں لندن میں تین طاقتیں مصالحت کے لئے جمع ہوئیں۔ برطانیہ (حکمران طاقت) یونان (عیسائی قبرصیوں کے حقوق کی حفاظت کی ذمہ دار سلطنت) اور ترکی (مسلمان قبرصی اقلیت کے حقوق کے تحفظ کی ذمہ دار سلطنت)۔ لندن اور زیورچ میں ۲۳ ماہ کے مذاکرات کے بعد معاہدہ طے پایا۔ چنانچہ اگست ۱۹۶۰ء میں ۸۲ سال کے بعد جزیرہ برطانیہ سے آزاد ہو گیا۔ اور اقتدار جزیرے کے باشندوں کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ لیکن انتقال اقتدار سے بیشتر جزیرے کی دو بڑی قوموں کے درمیان اس حد تک منافرت پھیل گئی تھی کہ ان کا باہم مل جل کر کاروبار حکومت چلانا ناممکن ہو گیا۔ مسلمان ترکوں کی طرف سے اس مسئلے کا حل تقسیم قبرص پیش کیا گیا۔ مگر برطانوی ڈیپلومیسی کے سامنے مسلمانوں کا یہ مطالبہ صدا بھرا ثابت ہوا۔ اور ان کا مستقبل تاریک سے تاریک تر بنا دیا گیا۔

سہ طاقتی مذاکرات کے بعد آزاد قبرص کے لئے آئین ترتیب دیا گیا۔ جس کے مطابق :

- ۱۔ قبرص ایک آزاد اور خود مختار ملک ہے جس کا نظام حکومت صدارتی ہے۔
 - ۲۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کو اپنی اپنی زبان کا تحفظ حاصل ہے۔
 - ۳۔ ملک کے انتظامی اختیارات صدر اور نائب صدر کو مشترکہ طور پر حاصل ہیں۔ صدر عیسائی آبادی اور نائب صدر مسلمان آبادی سے لیا جائے گا۔
 - ۴۔ ملک کے ایوان نمائندگان میں عیسائیوں کے لئے ستر فیصد اور مسلمانوں کے لئے تیس فیصد نشستیں مقرر ہیں۔
 - ۵۔ نائب صدر کو ہر معاملے اور ہر قانون کے خلاف حق تفسیح حاصل ہے۔ اور کوئی ترمیم نائب صدر کی رضامندی کے بغیر نافذ نہیں ہو سکتی۔
- اگست ۱۹۶۰ء میں قبرص آزاد ہوا۔ پہلا صدر میکاریوس بنا اور نائب صدر ڈاکٹر فاضل کو چمک ہوئے۔ میکاریوس کو یہ آئین منظور نہیں تھا۔ کیونکہ اس میں قبرص کی دونوں قوموں کو مساوی حقوق دئے گئے تھے۔ چنانچہ میکاریوس نے ترک مسلمان نمائندوں کو مجبور کرنا شروع کر دیا کہ وہ دستور میں ترمیم منظور کر لیں۔ نائب صدر ڈاکٹر فاضل کو چمک نے اسے قبول نہ کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ مسئلہ اکثریت و اقلیت کا نہیں۔ بلکہ دو قوموں ترک مسلمانوں اور یونانی عیسائیوں کا ہے۔ دونوں کو مساوی آئینی حقوق

ملنے چاہئیں۔

میکاریوس نے آئین میں بجز ترمیم کی تحریک چلا رکھی ہے۔ اس سلسلے میں اس نے کئی اقدامات کئے ہیں۔ ۱۹۹۱ء میں اس نے جداگانہ بلدیاتی اداروں کو ختم کرنے کی تجویز پیش کی تاکہ مسلمان اقلیت کے جداگانہ تشخص کو ختم کر کے اکثریت میں مدغم کر لیا جائے۔ ڈاکٹر فاضل نے میکاریوس کے اس خلاف آئین اقدام کو مسترد کر دیا۔ اور جب معاملہ عدالت تک پہنچا تو عدالت نے بھی میکاریوس کے دعوئی کو رد کر دیا۔

اگست ۱۹۹۳ء میں اس نے دوبارہ سازش کا آغاز کیا۔ اس نے آئین کو از سر نو مدون کرنے کا اعلان کیا تاکہ صدر اور نائب صدر کا حق تنسیخ ختم کر دیا جائے اور بلدیاتی اداروں کا فرق مٹا دیا جائے۔ انتظامیہ میں مسلمانوں کی نمائندگی تین فیصد سے گھٹا کر اٹھارہ فیصد کر دی جائے، ڈاکٹر فاضل کو چیک نے تنبیہ کی کہ تبدیلی آئین کی صورت میں مسلمان عدم تعاون کی تحریک شروع کر دیں گے۔ میکاریوس کی ہٹ دھرمی نے جب دستور تبدیل کرنا شروع کر دیا تو مسلمانوں نے احتجاج کیا۔ اور یونانی غنڈوں نے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کر دی۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۹۳ء کو وسیع پیمانے پر ایوکا کے غنڈوں اور متعصب عیسائیوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمان اس تشدد اور قتل و غارت سے تنگ اگر نیا آئین قبول کر لیں گے یا بصورت دیگر صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

قبرص کے دار الحکومت نکوسیا میں پانچ دن تک غیر ملکی نامہ نگاروں کو داخل نہ ہونے دیا گیا۔ ۲۶ دسمبر کو جب نامہ نگار ترک لیبٹیوں میں داخل ہوئے تو انہوں نے وہ خونیں اور دہشت انگیز مناظر دیکھے جو متعصب عیسائیوں نے اپنے ہم وطنوں کو کرسمس کے تحفے کے طور پر پیش کئے تھے۔ اس بربریت اور سفاکی پر انسانی ضمیر تھلا اٹھا اور پوری دنیا نے رنج و غم کا اظہار کیا۔

معاہدہ لندن ۱۹۵۹ء کی رو سے ترکی پر قبرصی مسلمانوں کی حفاظت کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی ترکی نے میکاریوس کو تنبیہ کی لیکن میکاریوس یونان کی پشت پناہی کے بل پر اپنے ناپاک ارادوں سے باز نہ آیا۔ آخر ترکی کی فضائیہ نے ۲۵ دسمبر ۱۹۹۳ء کو نکوسیا پر پرواز کی اور مظلوم مسلمانوں کو بربریت اور سفاکی سے نجات ملی۔

۲۷ دسمبر ۱۹۹۳ء کو اقوام متحدہ نے مداخلت کی کیونکہ قبرص کے میکاریوس کی طرف سے

شکایت کی گئی تھی کہ ترکی نے ان کے داخلی معاملات میں مداخلت کی ہے۔ سلامتی کونسل کا اجلاس طلب کر کے غور و فکر کیا گیا۔ سیکرٹری کونسل کے سامنے ترکی نے واضح کیا کہ کس طرح مسلمانوں کی نسل کشی کی ہم جاری ہے۔ اور ان کے حقوق کس طرح غصب کئے جا رہے ہیں۔ ایک ہفتہ میں ۹۹ مسلمان شہید ، ۴۰ زخمی اور ۱۵۴ لاپتہ ہوئے۔ مجموعی طور پر ترک مسلمانوں کا جبر نقصان ہوا اس کی تفصیل اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کی رپورٹ کی رو سے یہ ہے :

ترکوں کے ۵۲۰ گھر بالکل مسمار کر دیئے گئے۔ دو ہزار مکانوں کو شدید نقصان پہنچا۔ یہ تباہی جزیرے کی ایک سو نو بستیوں میں ہوئی۔ چار ہزار ترک مسلمانوں کو سرکاری ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا۔ ۲۵ ہزار ترکوں کو بستیوں سے نکال دیا گیا ہے اور ۵۶ ہزار افراد انجمن ہلال احمر کے محتاج ہو گئے ہیں۔ ان میں ۲۵ ہزار وہ ہیں جنہیں گھروں سے محروم کر دیا گیا ہے، ساڑھے ۲۳ ہزار وہ ہیں جو بے روزگار ہو گئے ہیں اور ساڑھے سات ہزار وہ ہیں جن کے رشتہ دار اس جنگ میں لاپتہ ہو گئے ہیں، ترک آبادی کی جس انداز سے ناکہ بندی کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبرص کی یونان پسند حکومت اس مسئلے کو اقتصادی دباؤ کے ذریعے حل کرنا چاہتی ہے۔

میکارڈیس کے زیر سرکردگی : ایوکا کے غنڈوں کی یہی دہشتناک کارروائیاں ہیں جنہیں دیکھ کر ایک برطانوی نمائندے نے کہا تھا کہ ”ان قبرصی یونانیوں سے بڑھ کر غیر خواہر ذہنیت والے لوگوں سے مجھے آج تک کبھی واسطہ نہیں پڑا۔“

حالات کی نزاکت کے پیش نظر ۱۵ فروری ۱۹۶۴ء کو لندن میں برطانیہ، ترکی، یونان اور قبرص کی دونوں جماعتوں کے راسخاؤں کی ملاقات ہوئی تاکہ پیش آمدہ صورت حال پر غور کیا جائے اور مزدوں مل تلاش کیا جائے۔ لیکن یونانیوں کے انتہا پسند طرز عمل کے پیش نظر تعطل پیدا ہو گیا اور قبرص میں دوبارہ آگ اور خون کی ہولی کھیل جانے لگی، ٹولیاں چلنے لگیں اور مسلمان کی لاشیں تر پنے لگیں۔

۱۸ فروری ۱۹۶۴ء کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا دوسرا اجلاس ہوا جس میں قبرص میں امن فوج بھیجنے کی تجویز پاس ہوئی۔ چنانچہ تین ماہ کیلئے امن فوج بھیج دی گئی۔ امن فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی ترک اور یونانی آبادیاں علیحدہ ہو گئی تھیں اور کورسیا میں دونوں جماعتوں کی آبادیوں کے درمیان

مگر یہ لائن کی حد بندی کر دی گئی۔

۱۷ مارچ کو اقوام متحدہ کی اس فوج نے جزیرے میں کام شروع کر دیا۔ تین ماہ کی مدت کے خاتمے پر اس فوج کے قیام میں اضافہ کر دیا گیا۔ لیکن چھ ہزار سپاہیوں کی یہ فوج محض اس کی حفاظت کرتی رہی۔ مسلمان ترکوں کی حفاظت جان و مال میں ناکام ہو گئی۔ قبریں دہشت پسندوں نے فنا گنا کی بندرگاہ کو اسلحہ کی بیرونی ملک سے فراہمی کا اڈہ بنالیا۔ میکاریوس نے روس کی ویرینہ ترک دشمنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلحہ حاصل کیا اور سلامتی کونسل میں روس کی تائید حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔

اگست ۱۹۶۴ء کے آغاز میں پھر فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو گئے۔ ترکی نے مداخلت کی۔ ۱۹ اگست کو اقوام متحدہ کی مداخلت پر فوری طور پر جنگ بندی کا اعلان کر دیا گیا۔ ۱۰ اگست کو قبرص اور ترکی نے بھی جنگ بندی قبول کر لی۔ لیکن جنگ بندی کے باوجود آج تک فسادات جاری ہیں اور مسلمانوں کو امن و آسائش سے زندگی گزارنے کا موقع نہیں مل رہا۔ اور مسئلہ قبرص عالمی ضمیر کو بکا رہا ہے۔

یونانی عیسائیوں اور ترک مسلمانوں کے اس اقتصادی و سیاسی اختلاف کی تہ میں مذہبی اختلاف کام کر رہا ہے۔ میکاریوس اسلحہ خریدنے کیلئے جو اپیلیں کرتا ہے وہ مذہبی بنیادوں پر ہوتی ہیں اور چندہ دینے والے مسلمانوں کے عقیدے کی خاطر ہی چندہ دیتے ہیں۔ ایک طرف وہ قبرص کا صدر ہے اور ایک ایسی ریاست جسکی ۶ لاکھ آبادی ہے ۱۰ فیصد آبادی مسلمان اور ۲ فیصد دوسری غیر سیسی اقوام ہیں دوسری طرف وہ آرتھوڈکس کلیسیا کا لارڈ بشپ ہے لیکن اس کی سرکاری کا پر صدر قبرص کی پلیٹ کی بجائے قبرص کے لارڈ بشپ کے الفاظ رقم ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں سیسی ممالک کے پریس بھی اسی جذبہ صلیب سے سرشار ہیں اور یکے کے عوام کا انداز نگاہ "لائف" کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے جن قبرصی مسلمانوں نے اپنے دفاع کی خاطر جان و مال قربانیاں دیں ان کے بارے میں "لائف" نے لکھا۔

"لائش پریس ہیں۔ ان پر کوئی کھن نہیں ہے۔ اور نہ ان کے مذہبی مراسم ادا کئے گئے ہیں کیونکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جو مسلمان جہاد میں شہید ہو جاتے ہیں وہ براہ راست جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور ان کیلئے کلمہ دعا کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

دوسری طرف مسلمان آبادی بھی اپنی مذہبی قوت اور جذبہ سے اپنی ثقافت کی حفاظت کر رہی ہے۔ اور آج قبرصی مسلمانوں کی تعداد ۱۰۰۰۰ ہے۔